

گیا ہوریں شریف کے دلائل



تسبیح اول

شراب علیہ السلام علیہ السلام القرآن و غیرہ درہم شریف

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی



بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام على من لا نبي بعده يا رحمة للعالمين

گیارہویں شریف کے دلائل

مُعَشَّن

فیض ملت، شمس المتقین، استاذ العرب والعجم، مفسر اعظم پاکستان

ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی، امامت برکاتہم اللہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

ابا بعد فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی **رحمۃ اللہ علیہ** سیدنا غوث اعظم **رحمۃ اللہ علیہ** پر اعتراضات کے جوابات

میں رسالہ ”التحقیق الافہم فی عرم غوث اعظم **رحمۃ اللہ علیہ**“ (عرف دلائل گیارہویں شریف لکھ کر ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

تسمیہ

ہم اہلسنت کو حضور شہنشاہ ولایت غوث الثقلین سیدنا محمد بن عبدالقادر جیلانی **رحمۃ اللہ علیہ** سے خصوصی نسبت و عقیدت ہے اسی وجہ سے جس تاریخ کو آپ **رحمۃ اللہ علیہ** کا وصال ہوا اسی تاریخ کو ہم گیارہویں شریف سے موسوم کر کے خیرات کا اہتمام کرتے ہیں اُس دن فقراء اور مساکین کو کھانا کھلایا جاتا ہے، ایصال ثواب کے طور پر دودھ تقسیم کرتے ہیں، محفلیں منعقد کی جاتی ہیں اور مجمع غوثیت کے پروانے تاجدار جیلان **رحمۃ اللہ علیہ** کی بارگاہ اقدس میں نذر عقیدت پیش کرتے ہیں اس سلسلہ کو اتنی وسعت ہوئی کہ اسلامی حلقوں میں گیارہویں شریف کے نام سے یہ طریقہ مشہور ہوا ہے اس کے اثبات میں دلائل قرآن و احادیث کی روشنی میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

شاید کہا تر جائے کسی کے دل میں میری بات

مقدمہ

(۱) اس مسئلہ میں دور سابق میں کسی فرقے سے اختلاف منقول نہیں وہابی، نجدی تحریک سے ہمارے ہندو پاکستان میں جب سے غیر مقلدین (دہلی) اور ان کے باقی رشتے دار دیوبندی، احراری، تبلیغی، کانگریسی، مودودی، غلام خانی، نجدی وغیرہ وغیرہ جب سے پیدا ہوئے انہوں نے جہاں دوسرے مسائل میں اختلاف کیا وہیں مسئلہ گیارہویں میں نہ صرف اختلاف کیا بلکہ بہت سے بددماغ گیارہویں کا نام سن کر چڑتے ہیں اور بہت سے بد بخت گیارہویں کے ختم کو **معاذ اللہ** حرام اور فتنہ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۲) گیارہویں شریف میں مندرجہ ذیل امور ہوتے ہیں۔ شیرینی یا دودھ یا بکرا وغیرہ کا گوشت پکا کر فقراء اور احباء واعزاء اقداب کے اجتماع میں قرآن مجید کی آیات پڑھ کر غوث اعظم اور ان کے سلسلہ کے اولیاء و عوام کی ارواح کو ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ فردا فردا مخالفین ہر مسئلہ پر ہمارے ساتھ متفق ہیں صرف انہیں چند باتوں سے ضد ہے جنہیں تفصیل سے بعد میں عرض کیا جائے گا۔

(۳) جہاں جہاں اسلام پھیلا وہاں غوث اعظم کے نام لیا بھی پیچھے اب جہاں آپ کو مسلمان ملے گا وہاں گیارہویں والے پیر کا مرید بھی ملے گا اور بفضلہ تعالیٰ اسلاف میں ایسے اکابر گیارہویں شریف کے پابند ملیں گے جن کے مخالفین صرف اسماع گرامی بن کر سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ چند ایک حضرات کے اسماء مع ان کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۴) امام یافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”قرۃ العاظرۃ“ کے صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں

”ذکر یازدھم حضرت غوث الثقلین بودار شاد شد اصل یازدھم این بود کہ حضرت غوث صمدانی بتاریخ یازدھم ربیع الآخر فاتحہ بہ جہلم نہی کریم کردہ بودند آن نیاز آں مقبول مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بہ تقلید دے یازدھم می کردند آخر رفتہ رفتہ یازدھم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت شان دوازدھم می کند و تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی ہفت دھم ربیع الثانی بود۔“

ترجمہ

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارہویں شریف کا ذکر تھا۔ ارشاد ہوا کہ ”گیارہویں کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوث صمدانی حضور سراپا نور کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ (۱۱) ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ بعد ازیں آپ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ہی نبی کریم رؤف رحیم کا ختم شریف اور نیاز دلانے لگے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز حضور غوث پاک کی گیارہویں شریف مشہور ہو گئی۔ آج کل لوگ آپ کا عرس مبارک بھی گیارہ تاریخ کو کرتے ہیں حالانکہ آپ کی تاریخ وصال سرد (۱۷) ربیع الآخر ہے۔“

فائدہ

معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف اصل میں حضور کا عرس مبارک ہے جو غوث اعظم کی طرف منسوب ہو گیا ہم عرس کی بحث میں غلطی نہ کریں گے۔

(۵) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (یہ شیخ عبدالحق قدس سرہ ہیں جن کی خود حضور ﷺ نے دستار بندی کر کے شیخ الحدیث بنا کر بیٹھا) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے اقلیم ہند کے علماء کہلوانے والے بریلوی، دیوبندی، غیر مقلدین بہرہ ور ہوئے یہ وہی شیخ ہیں جن کو حضور ﷺ کی ہر وقت زیارت ہو جاتی تھی اسی لئے انہیں حضوری ولی کہا جاتا ہے خود اشرف علی تھانوی نے مانا ہے دیکھو "الافاضات الیومیۃ" اپنی کتاب "ما ثبت بالسند" صفحہ ۶۸ میں فرماتے ہیں "قد اشتهر فی دیار لہذا الیوم الحادی عشر وهو المتعارف عند مشائخنا من اهل الهند من اولادہ"

ہمارے ملک میں گیارہویں شریف کا دن مشہور ہے اور یہی ہمارے مشائخ جو جو ان بزرگ کی اولاد سے ہیں کے نزدیک متعارف ہے۔ اسی طرح بزرگ و مرشد سیدنا سید نبی رضی اللہ عنہ نے سیدنا شیخ کامل عارف معظم کرم ابو الفتح شیخ حامد صلی جیلانی اور قادریہ سے نقل کیا شیخ محقق قدس سرہ نے اسی مقام پر آپ گیارہویں کو حضور غوث پاک ﷺ کا عرس قرار دیا ہے اور آپ ﷺ کی تاریخ وصال بھی گیارہ (۱۱) ربیع الثانی لکھی ہے۔ "ما ثبت بالسند صلی ۱۷۷" میں تحریر فرمایا کہ "هو الذی ادرکننا علیہ سیدنا الشیخ الامام العارف الکامل الشیخ عبدالوہاب القادری المتقی فانہ قدس سرہ کان بحافظ فی یوم عربیہ ہذا للتاریخ او علی مارآی من شیخہم الشیخ الکبیر علی المتقی او من غیرہ من المشائخ رحمہم اللہ۔" یعنی یہ وہ تاریخ ہے کہ جس پر ہم نے شیخ کامل عارف عبدالوہاب قادری رحمۃ اللہ علیہ کو پایا ہے یہ حضرت ہمیشہ سی تاریخ کو حضور غوث پاک ﷺ کا عرس شریف کیا کرتے تھے یا اس سبب سے کہ اپنے بزرگ و مرشد شیخ اکبر علی تقی یا اور کسی بزرگ کو دیکھا ہے۔ "یہی شیخ محقق برحق فرماتے ہیں کہ" حضرت شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اولیائے کرام میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ ربیع الثانی کی دس تاریخ کو حضرت غوث الثقلین ﷺ کا عرس کرتے تھے۔" (اخبار الاخبار)

حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ (یہ ملا جیون قدس سرہ نہیں جنہوں نے نورالانوار لکھی ہے بلکہ یہ اور عالم دین ہیں جو داخل میں رہتے تھے ہمارے بعض معاصرین کو غلط فہمی ہوئی ہے) کے صاحبزادے حضرت ملا محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "وجیز الصراط" میں فرماتے ہیں کہ دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین ﷺ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ ﷺ کا عرس مبارک ہر مہینہ میں مقرر فرما دیا ہے۔

گیارہویں کی سند

سیدنا مرشدنا و مرشد شاہ عبدالحق حضرت مولیٰ پاک شہید قدس سرہ نے "تیسیر الشاغلین" صفحہ ۱۰۰ میں لکھا کہ "شیخی و مولائی و سیدی و سیدی و جدی حضرت قطب عالم شیخ عبدالقادر لانی کہ در زمان

خود ثانی نداشت فرزند صوری و معنوی و ہم سجادہ نشین و قائم مقام شیخ محمد قادری است در کتاب اورادِ قادریہ خود بخط شریف نوشته و در انجائص کرده کہ فوتِ غوثِ اعظم یازدہ شہر ربیع الثانی است و بس و شیخی و مرشدی و ابی سید حامد کہ ہم سجادہ نشین و قائم مقام و ہم خلیفہ مطلق کامل مکمل جد خود حضرت شیخ عبدالقادر ثانی بود و در انجا کہ مشہور ایام عرائسِ مشائخ سلسلہ قادریہ و ابخط خود نوشته است۔ عرس حضرت غوثِ اعظم تاریخ یازدہم ربیع الثانی است۔“ پھر لکھا ہے کہ:

”دیگر در بلادِ عرب و عجم سندہ و ہند تاریخ یازدہم شہر ربیع الثانی عرس حضرت غوثِ اعظم می کنند ہ دریں روز اطعمہ۔ مجالس و انواع خیرات تبرعات می نمایند و اجماع و انعقاد عرب و عجم بریں تاریخ منعقد شد۔

فائدہ

ان عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ مشائخ سلسلہ قادریہ وغیرہ ہر دور میں گیارہویں شریف کرتے رہے اور وہ مشائخ ان فتویٰ ہازمولویوں سے علم و عمل اور فتویٰ و طہارت میں کروڑ ہا درجہ نہ صرف بہتر تھے بلکہ آج کل ان فتویٰ ہازوں کو ان کے ایک معمولی خادم سے نسبت دینا بھی ان مشائخ کے شان کے خلاف ہے۔

وجہ تسمیہ گیارہویں

اس سے ایک طرف دلائل سے واضح ہوا کہ قدیم الایام سے اولیاء اللہ اور مشائخ فقہاء و محدثین و مفسرین گیارہویں شریف کرتے چلے آ رہے ہیں۔ دوسری طرف اس کا گیارہویں شریف کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ بھی معلوم ہوئی۔ اس سے دہائیہ، دیوبندیہ کا وہم دور ہونا چاہیے جب کہ کہا کرتے ہیں کہ اسے گیارہویں شریف کیوں کہا جاتا ہے۔ اس کا ہم بھی جواب دینگے کہ:

(۱) چونکہ غوثِ اعظم ؒ کے وصال پاک کی یہی تاریخ ہے اسی لئے اس کے یوم وصال کو لفظی مناسبت سے گیارہویں کے نام سے موسوم کیا۔

(۲) اسی تاریخ کو اولیاء کرام و فقہاء و محدثین رحمہ اللہ حضور غوثِ اعظم ؒ کا عرس مبارک نہایت عقیدت اور بڑے اہتمام سے کرتے چلے آئے ہیں اسی شہرت کی بناء پر اسے گیارہویں سے موسوم کیا گیا۔

(۳) اس کی اور وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ ہر عہد ان میر میران سیدنا غوثِ اعظم ؒ ہر گیارہویں تاریخ کو حضور سید الانبیاء

کا عرس مبارک کیا کرتے تھے اسی لئے غوث الاعظم کے شیدائی بتلید و اطاعت آنجناب گیارہویں کرتے ہیں چونکہ یہ احتساب بہ عالی جناب تھا اسی لئے یہ گیارہویں پیر حیران اور خود پیر صاحب گیارہویں والے مشہور ہوئے۔ (انوار الرحمن)

(۴) بعض کہتے ہیں کہ جس کی بارات کو سیدنا غوث اعظم نے دریا سے نکالا تھا اس نے حضور غوث اعظم سے عقیدت کی بناء پر خیرات، صدقات و روح غوث اعظم وافر وافر کئے اسی لئے اس نام سے گیارہویں مشہور ہے۔
(۵) بعض کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کے مریدین ملازمین کو دسویں تخواہیں ملتی تھیں وہ سب کے سب اسی تاریخ کو حضور غوث اعظم کے نام ایصالِ ثواب بہت زیادہ کرتے تھے اسی بناء پر اسے گیارہویں کہا گیا۔

خلاصہ

اگرچہ گیارہویں شریف کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال آئے ہیں لیکن میرے نزدیک دو قول زیادہ معتبر اور قرین قیاس ہیں۔

(۱) حضور غوث اعظم نے حضور سرور عالم کے عرس مبارک پر مداحیت کر رکھی تھی ان کی مداحیت پر وہ تادم زیست پھر بعد وصال تا قیامت ان کے عمل کو گیارہویں اور ان کے اسم گرامی کو گیارہویں والے کہا جائے گا اور انشاء اللہ کہا جائے گا۔

(۲) چونکہ آپ کا وصال گیارہ تاریخ کو ہوا۔ آپ کے وصال شریف کی نسبت سے آپ کے عرس مبارک کا نام گیارہویں شریف پڑ گیا۔

سوال تم نے کہا کہ غوث اعظم کا وصال گیارہ (۱۱) ربیع الثانی کو ہوا حالانکہ بحر السرائر و مائت بالسنہ و دیگر کتب میں ہے کہ ۷ ربیع الثانی سے (۱۸) ربیع الثانی تک روایات ملتی ہیں۔ کسی نے ۹، کسی نے ۱۱، کسی نے ۱۳، کسی نے ۱۷، کسی نے ۱۸ ذکر کیا ہے؟

جواب یہ تو غوث اعظم کے متعلق اختلاف ہے۔ یا رنگوں نے حضور سرور عالم کے وصال شریف میں بھی اختلاف کیا ہے کسی نے ۹ بتائی تو کوئی ۱۸ ربیع الاول کہتے ہیں۔ لیکن محدثین نے اسی قول کو لیا ہے جو معتبر ترین ہے یعنی بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے اسی طرح غوث اعظم کے متعلق جمہور کا قول گیارہ (۱۱) تاریخ کا ہے باقی اقوال کے لئے لا اصل لہ فرمایا چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے ”مائت بالسنہ“ میں گیارہ (۱۱) تاریخ کو متعین کر کے ۷ ربیع الثانی کے قول کے لئے لکھا ”لا اصل لہ“ اور خاندانِ غوثیہ کے محقق ترین قول کو ہم نے پہلے لکھا

ہے کہ وہ گیارہ (۱۱) تاریخ پر اجماع اولیاء لکھا اور متعدد روایات میں یہی ثابت ہے چنانچہ شاہ عبدالحق دہلوی **قدس سرہ** "مناہیت بالسنۃ" میں لکھتے ہیں حضرت غوث اعظم **رحمۃ اللہ علیہ** کا وصال گیارہ (۱۱) **ربیع الثانی** کو ہوا۔ اس کا حوالہ ہم پہلے لکھ آئے یہی شاہ صاحب **قدس سرہ** "اخبار الاخیار صفحہ ۲۳۲" میں لکھتے ہیں کہ

"یازدھم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کر د"

ربیع الآخر کی گیارہ (۱۱) کو عرس کیا کرتے تھے۔

اور "تقریب الخاطر صفحہ ۱۳۹" میں لکھا ہے کہ

وفی لیلة الاثنين بعد صلوة العشاء بعدی عشرة من ربیع الثانی سنۃ خمس مائة واحد

وستین۔

حضور غوث اعظم **رحمۃ اللہ علیہ** کا وصال سوموار کی شب کو عشاء کے بعد **۱۱ ربیع الثانی ۷۵۱ھ** کو ہوا۔

غوث وقت حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی **قدس سرہ** کے فرمایا کہ مانا کہ گیارہویں (۱۱) تاریخ ضعیف بھی ہو تو بقاعدہ اصول کہ روایت ضعیف بہ سبب کثرت عمل قوی و مفتی پی شود۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ روایت ضعیف کثرت عمل سے قوی سے اور مفتی بہ بن جاتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ بقواعد اصول مقرر است کہ روایت ضعیف از سبب کثرت عمل قوی

و مفتی بہ میشود خلاف از و جائز نہ۔

(تیسرا ضلعین، صفحہ ۱۱۰ اور غوث اعظم **رحمۃ اللہ علیہ** صفحہ ۲۷۳)

قاعدہ اصول مسلم ہے کہ روایت ضعیف جب قوی اور مفتی بہ ہو جائے تو اسے رد کرنا یا اس کے خلاف کرنا ناجائز

ہے۔

تحقیقی قول

چونکہ ۷ تاریخ لکھنے والے بھی بڑے بڑے نامی گرامی علماء اور محقق دان تھے اسی لئے اس کی توجیہ ضروری ہے اسی لئے "مسرح قاسم ولیم میل" صاحب بہادر نے بھی **مناہج التواریخ** میں گیارہ تاریخ کو قبول کر کے آخر میں لکھا کہ سہو کا تب کی وجہ سے یہ غلطی ہوتی رہی کہ اس نے یازدھم (۱۰) کو مقدم (۱۱) لکھ دیا ورنہ تحقیق وہی ہے کہ غوث اعظم **رحمۃ اللہ علیہ** کے وصال کی تاریخ گیارہ تھی بہر حال سیدنا غوث اعظم **رحمۃ اللہ علیہ** کے وصال کی نسبت گیارہویں شریف کے نام سے مشہور ہوئی ورنہ دراصل یہ وہی ایصال ثواب ہے جس کا اقرار نہ صرف دیوبندیوں کو بلکہ غیر مقلدوں، دہلیوں اور نجدیوں کو بھی ہے۔

لیکن چونکہ مخالفین کا طریقہ ہے کہ جس مسئلہ سے ضد اور عناد ہو تو اُس کے خلاف بجائے صریح انکار کرنے کے طرح طرح کے حیلے بہانے بناتے ہیں۔

قاعدہ

نام بدلنے سے کام نہیں لگتا۔ ظاہر ہے کہ ہم گیارہویں شریف کو اصلی اور حقیقی ایصالِ ثواب کی صورت مانتے ہیں صرف بوجہ نسبت کے نام علیحدہ رکھ دیا ہے۔ ہزاروں عبادات ہیں جنہیں معمولی نسبت سے علیحدہ نام دیا جاتا ہے۔

(۱) شیخ قاطر **رحمۃ اللہ علیہ** کو کون نہیں جانتا وہ ایک عبادت ہے لیکن اُسے چونکہ بی بی صاحبہ **رحمۃ اللہ علیہا** سے نسبت ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہوتی ہے۔

(۲) صلوات **رحمۃ اللہ علیہ** اگرچہ وہ ایک نماز ہے لیکن چونکہ اس میں تسبیح بار بار پڑھی جاتی ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہے۔

مقام عبرت

چونکہ شرعی اصول کے مطابق ”گیارہویں شریف“ ایک مقدس محل اور جبرک محل ہے جس سے ہزاروں بلکہ بیشار فیوض و برکات نصیب ہوتے ہیں لیکن انہیں جو اس طریقہ کار سے حقیقی طور نسبت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندو پاکستان کے علاوہ ممالک اسلامیہ کے ہر خطہ میں **اربع ائلی عرس شریف** اور ہر ماہ کی **گیارہ (۱۱)** بلکہ ہر روز اہل اسلام انواع و اقسام کے طعام و فواکہ حاضرین، علماء و اہل تصوف، فقراء اور درویشوں کو پیش کرتے ہیں۔ وعظ اور جلس بھی بیان ہوتی ہیں، خوش بختوں کی گیارہویں شریف کی محفلوں میں اولیائے کاملین کی ارواح طیبہ تشریف لاتی ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی **رحمۃ اللہ علیہ** ”کتوبات مرزا مظہر جان جاناں“ سے ایک مکتوب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

”میں نے خواب میں ایک چہرہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور اُن کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند **رحمۃ اللہ علیہ** و وزانو اور حضرت جنید **رحمۃ اللہ علیہ** تک لگا کر بیٹھے ہیں۔ استغناء ماسوا اللہ اور کیفیات فنا آپس میں جلوہ نما ہیں یہ سب کھڑے ہو گئے پھر بعد کو چل پڑے۔ میں نے اُن سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اُن میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المؤمنین حضرت علی **رحمۃ اللہ علیہ** کے استقبال کے لئے جارہے ہیں۔ آپ **رحمۃ اللہ علیہ** کے ساتھ ایک کلیم پوش سراور پاؤں سے برہنہ و لیدہ بال ہیں۔ حضرت علی **رحمۃ اللہ علیہ** نے اُن کے ہاتھ کو نہایت عزت و عظمت کے ساتھ اپنے ہاتھ مبارک میں لیا ہوا تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ خیر الائمین حضرت اولیں قرنی **رحمۃ اللہ علیہ** ہیں پھر ایک حجرہ ظاہر ہوا جو نہایت ہی صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی

تھی۔ یہ تمام کمال بزرگ اُس میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ پوچھی تو ایک شخص نے کہا

”امروز عرس حضرت غوث الثقلین امت بقریب عرس بردند“

یعنی آج غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس تھا یہ حضرات اُسی میں تشریف لے گئے تھے۔

(کلمات طیبات شاہ ولی اللہ صفحہ ۷۸)

فائدہ

بحمدہ تعالیٰ یہ کیفیت اکثر بزرگوں کے اعراس میں ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم اور ہماری عوام گہری دلچسپی اور عقیدت مندی کے ساتھ اعراس کی حاضری دیتے ہیں لیکن شوم بخت اپنے گندے دماغ کا ثبوت دیتے ہوئے گیارہویں شریف پر گندے اور غلیظ حملے کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ غیر مقلدین کے لئے بالعموم اور دیوبندیوں کے لئے بالخصوص دعوت فکر ہے غیر مقلدین تو اس لئے کہ یہ لوگ شاہ ولی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصلی شخصیت کے پورے طور پر معترف ہیں اور اس واقعہ کو نقل کرنے والے شاہ ولی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دیوبندی اس لئے کہ وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم المرتبت شخصیت کے نہ صرف مداح ہیں بلکہ انہیں بظاہر اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں کیا یہ واقعہ واقعی طور پر ان لوگوں کے لئے موجب غور و فکر نہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر بغور اس عبارت کو پڑھا جائے تو ہمارے اور ان کے مابین کوئی ایک چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی باعوض نزاع نہیں رہ سکتا۔ لیکن ہم نہایت فکر کے طور پر کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ آج بزرگوں کے اعراس بالخصوص حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پاک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شرکت ہوتی ہے خواہ ان کے مزارات پر ہوں یا جہاں پر مواقع میسر آئیں۔

فائدہ

اعراس اولیائے کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک پاک میں شمولیت کرنے والوں کی سربراہی شیر خدا، مشکل کشا، حیدر کرار سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر فرماتے ہیں ممکن ہے اس طرح اور مقدس ارواح بھی تشریف لاتی ہیں۔

خوش قسمت سنی

دور حاضرہ میں خوش قسمت ہے وہ گھرانہ جہاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اور بزرگ کامل کی یاد میں خیرات و صدقات کے ساتھ ایسی مجلسیں و مجلس منعقد کی جاتی ہیں۔ لیکن انہوں نے ان بدقسمتوں پر جو ایسی مقدس و متبرک

مجلسوں کا نہ صرف مذاق اڑاتے ہیں بلکہ اسے شرک بھی غلیظ اور گندی گالی سے یاد کرتے ہیں۔

دنیا نے عالم میں ہزاروں بلکہ بیسٹھاراہے واقعات ہو رہے ہیں کہ کئی شرارتی ٹولہ ایک طرف ایسی پاک اور مقدس محفل اور ایسی محبوب اور مرغوب غذا کو خنزیر اور دیگر خرافات کہتے ہیں لیکن باضرب کہ جب شروع ہو جائیں تو **اھل مس** **مرید پارتے ہیں** اور کھائیں تو سیر نہیں ہوتے پانی کا کرٹھنیں گے تو لقمہ بر لقمہ اٹھاتے ہوئے دم تک نہ لیں گے پھر عادت سے مجبور ہیں پوچھنے پر فتویٰ جزدیں گے کہ گیارہویں حرام وغیرہ وغیرہ۔

مکالمہ شوخ چشم و سابی اور حاضر جواب مثنیٰ

ہمارے ایک بزرگ دوست نے ایسے حرام خوردہ خیتوں اور شوخ چشم و سابیوں کا ایک منظوم مکالمہ لکھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

(نظم)

سنہ مسلمان ایک تھا	اس کا مصیبت ایک تھا
تھا غوث اعظم پر اس کا نہیں	اس نے پسکائی گیارہویں
وہ سادگی سے بے خبر	سے آہ ایک ملاں کو گیر
ملاں تھا مٹی ظاہر	پسکائی و سابی سافا
کہا کہ کو مسکر گیا	سب اس کو چاول کہا گیا
کہا کہ یوں سکنے لگا	یہ شرک تو نہ کیوں کیا
مثنیٰ بھی اس کو کہنے لگا	میرا جو کچھ بھی سستا جا
آج میں مسیحیوں گا یوں	نہ کو تسلی دوں گا یوں
سنا میرا اس پل سہی	پھر گیارہویں کل سہی
چاول جاتوں نے کہا نے	بے شک وہ صانع ہو گئے
کتا میرے گیر گیا	سب میرے چاول کہا گیا
ہوشیار مثنیٰ ہوشیار	

آپ حضرات نہایت سادہ دل واقع ہوئے ہیں اگرچہ آپ کو اپنے عمل کا ثواب مل ہی جائیگا لیکن فائدہ کیا کہ ایک عیار مکار آپ کا مارا کھائے بلکہ چاہے کہ جیسے رزق طیب ہے کھانے والا بھی طیب ہو کیونکہ

طرح سندیں حاصل کر کے تحریر فرمادیا ہے بہر حال شاہ مجددی کی محدث ہوئی ۔ ایک ایسی عظیم شخصیت ہیں جنہوں

نے سب سے پہلے ہندوستان کو علوم حدیث کے مطالب و معارف سے روشناس کرایا جس کے اپنے پرانے سب معترف ہیں حتیٰ کہ وہابیوں کے امام صدیق حسن چوہان لکھتے ہیں کہ میں آپ کے حزار پر گیا تو وہاں رحمت کی برسات ہوتی تھی۔ مولوی شرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ آپ کو رسول اللہ کے دربار میں حضوری حاصل تھی (حوالے آگے نہیں گئے) شاہ صاحب کا یہ تعارف اس لئے کروایا گیا ہے تاکہ منکرین گیارہویں شریف تھوڑا سا غور کریں اور بریلویوں کو بدعتی کہنے کے بجائے اس بات کو سوچیں کہ شاہ مجدد الحق محدث دہلوی کا مقدس زمانہ وہ زمانہ ہے کہ جس وقت نہ بریلوی تھے اور نہ یوہندی اور نہ غیر مقلد وہابی تھے اور نہ مقلد وہابی۔ اگر اس وقت وہ لوگ جنہیں شیخ محقق کا اولیاء اللہ سے شمار کرتے ہیں۔ گیارہویں شریف کی بدعت کا ارتکاب کرتے تھے تو پھر آج بریلویوں کو نشانہ ستم کیوں بنایا جاتا ہے اگر وہابیوں کے امام کو شاہ صاحب کے حزار پر رحمت کی برسات نظر آتی ہے اور یوہندیوں کے پیشوا شرف علی آپ کو ولی حضوری سمجھتے ہیں تو پھر یہ تصور کسی طرح بھی نہیں کیا جاسکتا کہ رسول اللہ کے دربار میں شرف باریابی حاصل کرنے والا شخص نہ صرف یہ کہ بدعت کی ترقیب دے بلکہ بدعات کے ارتکاب کرنے والوں کو کمال اولیاء اللہ کے رنگ میں پیش کرے۔

باب اول: دلائل گیارہویں

تسمیہ

جو لوگ گیارہویں کو بدعت و حرام کہتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں۔

(۱) ائمہ علمیہ ہیں جن سے اصولی حدیث و صحت معومات سے معذور ہیں۔

(۲) وہ جو علم سے باوجود امت سے کام نہ لیتے بولے مکمل بدعتی نہایت غیبت کرتے ہیں۔

(۳) گیارہویں شریف کو صرف اس سے بدعت و حرام کہتے ہیں کہ ان کے اکابر اسے بدعت و حرام کہتے ہیں۔

جو لوگ دیامید علمی سے کام نہیں لیتے اور محض ہٹ دھرمی کی بناء پر اسلامی اتحاد کو کمزور بناتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ لوگ نہ آج ہماری بات مانیں گے نہ بعد میں بلکہ ان کی قسمت میں نہ امانت لی لکھا ہے ہاں اگر فقیر کی تحریر کو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ فیہمیں کا ازالہ ممکن ہے۔

دلائل

فقیر نے پہلے متعدد حوالہ جات پیش کئے ہیں کہ گیارہویں شریف کا عمل مذمت سے قدام صالحین و صالحین و صالحین و

مشائخ کالمین میں معمول و مقبول رہا ہے اور فقیر نے ایسے نامور علماء و فقہاء و محدثین اور اولیاء مشائخ کرام کے اسماء گرامی پیش کئے ہیں کہ جن کا صرف نام مبارک اہل اسلام کے لئے موجب فخر و ناز ہے اور ان میں وہ حضرات مذکور ہوئے جن کے علم و عمل پر اسلام کو ناز ہے۔ آج کل کے ہر فرقہ کے علماء ان کے نہ صرف خوشہ چیں ہیں بلکہ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو موجود ہر فرقہ کے علماء کو ان کے ادنیٰ شاگرد کے سامنے طفل کتب کا مرتیل جاتا تو یہ صاحبان اپنے لئے باعصی برکت اور موجب رحمت سمجھتے۔

وہ حضرات قرآن و احادیث کے علم میں موجود علماء سے زیادہ ماہر و حاذق بلکہ روح اسلام کی بھی روح تھے جبکہ انہیں اسلام کے ہر مسئلہ کی تحقیق و تدقیق وافر در وافر نصیب تھی وہ بدعت کو بھی جانتے تھے اور سنت کو بھی۔ وہ سب گمبار ہویں کہ نہ صرف قائل بلکہ عامل تھے اسی لئے ہم موجودہ دور کے محققین کی ہر نئی تحقیق کو تو دیوار پر مار سکتے ہیں لیکن ان کی تحقیق کو نہ صرف جائز بلکہ اپنے لئے حزن جان اور روح ایمان مانیں گے اس لئے کہ ان حضرات کے لئے نبی اکرم نے پہلے ہی عرصہ اپنی امت کو سکھایا۔

”ما رواه الموء منون حسنا فهو عبدالله حسن۔“ (مشکوٰۃ)

جس کو مومن محمد بن عبد اللہ کہتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے

”لا یجتمع امنی علی الصلۃ۔“ (مشکوٰۃ)

میں امن کا اجتماع نہ ہوگی۔

جب حضور اکرم نے بھی تصدیق فرمائی ہے اور اسلاف میں بھی گیارہویں شریف کے متعلق کسی معتبر عالم دین کا انکار موجود نہیں تو پھر چند ضدی ملا انکار کرتے ہیں حرج کیا ہے ان کی بھی صرف ہٹ دھرمی اور ہے اور بس۔
ورنہ منصف حراج مسلمان ان سے صرف یہی سوال کر کے سوچ لے کہ اسلاف جس عمل کے وہ عامل تھے کیا وہ بدعتی تھے؟ اور حرام خور اور اگر **مسداقہ** وہ ایسے تھے تو پھر وہ اولیاء اللہ کہلانے کے حقدار کیسے؟ حالانکہ مخالفین اب بھی انہیں اولیاء مانتے ہیں چونکہ بدعت ان کا خاندان سخت فتویٰ ہے اسے پھینک دو کہ یہ اٹھ رہے ہیں گندے۔

دلیل

(۲) گیارہویں شریف **ایضاً** ثواب ہے جیسا کہ ہم نے رسالہ ہذا کے ابتداء میں عرض کیا ہے۔ جب یہ ایصال ثواب ہے تو حرام کیوں؟ اس کی حرمت کی چند صورتیں مخالفین پیش کرتے ہیں اگرچہ مخالفین کے ہر اعتراض کے لئے ایک صحیح

تصنیف ضروری ہے لیکن رسالہ ہذا کی مناسبت سے مختصر اہر ایک کا جواب قرآن وحدیث اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب دوم

سوال ۱: اگر گیارہویں شریف ایصال ثواب ہے تو اسے گیارہویں شریف کیوں کہتے ہیں، اصل نام کیوں نہیں لیتے؟
جواب ۱: نام بدلنے سے کام نہیں چڑھتا اس کے چند دلائل فقیر نے پہلے عرض کئے ہیں چند اور لیجئے۔

(۱) حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کو اسلام سکھایا۔ اس وقت ہر مسئلہ صحابہؓ کے دل و دماغ پر اثر کرتا چلا گیا لیکن انہوں نے کبھی کسی مسئلہ کو مستقل نام سے نہیں پکارا لیکن آج ہم نے انہی مسائل کو ایک بیبھا میں لا کر کسی فن کا نام حدیث، کسی کا تفسیر، کسی کا فقہ وغیرہ پھر ہر ایک کے لئے ہم نے ہزاروں نہیں بے شمار ایجادیں کی ہیں۔ چند فقیر کے رسالہ "تحقیق البدعة" میں دیکھئے۔

(۲) حضور سرور عالمؐ نے صحابہ کرامؓ کو علمی و عملی دونوں سے نوازا لیکن آپ کے دور میں ہماری ایجاد کردہ اصطلاحیں نہیں تھیں مثلاً پڑھنے کی جگہ کا نام مدرسہ، دارالعلوم، درس گاہ، جامعہ وغیرہ وغیرہ اور پڑھانے والے معلم، مدرس، استاذ وغیرہ اور پڑھنے والے طلبہ، طالب علم، مجسم، تلمیذ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ (العاقل تکفیه الاشارة) یعنی عقل مند سے لے کر وہابی ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب "العصمة عن البدعة" میں ہے۔

جواب ۲: ایصال ثواب عام لفظ ہے جو عوام کے لئے جتا ہے ہم اہلسنت چونکہ باادب واقع ہوئے ہیں اسی لئے ایک شیخ کامل کے ایصال ثواب کے نام کو نمایاں کر کے عوام میں ولی کامل کی شان کا امتیاز کراتے ہیں تاکہ وایت کی عظمت کا سکھ دلوں پر بیٹھ جائے اور یہی عین فطرت ہے چنانچہ ہم سب آدم زادے انسان یا آدمی کہلاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم میں، ایک دوسرے کو ممتاز کرنے کے لئے مختلف قومیں بنایا ہے تاکہ التباس نہ ہو

وَعَلَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا

یعنی "تمہیں شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ آپس میں پہچان لیں۔" (پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات، آیت ۱۳)

چونکہ ایصال ثواب ایک عام حیثیت تھی پھر ہم نے انہیں مختلف شعوب، قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے سے ممتاز ہو یعنی ایصال ثواب انبیاء و اولیاء کے نام کو اعراس اور عرس اعظم کے عرس کو گیارہویں سے موسوم کیا بتائیے اس میں کون سا حرج ہے۔

سوال: تمہارے اس دوغلوہ پالیسی سے ہم شاکہ ہیں ایسا لہذا ثواب تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اور تم اسے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کرتے ہو؟

جواب: یہ اہلسنت پر بڑا بھاری بہتان ہے اور تقریباً ایسے غلط تاثرات دے کر عوام کو دھابی، دیوبندی اپنے دام ترویج میں پھنسا لیتے ہیں ورنہ ہم نے بار بار کہا کھلا اور کہتے ہیں اور کہتے رہیں گے کہ ہم بھی گیارہویں یا اعراس یا دیگر کنز روئیہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اور ثواب انبیاء و اولیاء اور غوث اعظم کی ارواح مقدسہ کو پہنچاتے ہیں باقی رہا ان اشیاء پر انبیاء و اولیاء اور غوث اعظم کا نام یا جانا یہ مجاز ہے اور ایسے مجازات قرآن وحدیث اور محاورات عرب اور ہمارے عرف میں کثیر الرواج اور روزمرہ کا معمول ہیں۔

احادیث شواہد

”عن سعد بن عبادہ قال یارسول اللہ ﷺ ان ام سعد مات موت فای الصدقة افضل قال الماء فحمر بنراً و قال هذه لام سعد۔“ (بوہار شریف، مشکوٰۃ) (باب الصدق)

سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ ام سعد نے فوت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے چھ لکھ صدقہ دے۔ (بوہار شریف، مشکوٰۃ) (باب الصدق)

اس روایت میں صاف ظاہر ہے کہ کتنا کھدایا تو خدا تعالیٰ کے لئے چونکہ اس کا ثواب ام سعد کے لئے مطلوب ہے اسی لئے حدیث شریف میں صرف لام سعد ام سعد کے لئے لفظ ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں (۲) حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کون ہے جو میرے لئے مسجد کا نقشہ میں چار رکعت پڑھے اور کہے ”ہذه لابی ہریرۃ“ یہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب النسخ)

اس سے حضرت ابو ہریرہ کا مقصد بھی یہی تھا کہ نماز کا ثواب ابو ہریرہ کے لئے ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا بلکہ ابو ہریرہ کا نام لیا اس سے حضرت ابو ہریرہ کو کوئی مشرک نہیں کہہ سکتا۔

اگر ہم غوث پاک کی گیارہویں کریں تو ہم مشرک کیوں مخالفین کو مذکورہ روایات کے متعلق ماہہ رد تمیاز واضح کرنا چاہیے بلکہ ہمارے حضورؐ نے قیامت تک آنے والے تمام امتوں کا اپنی خیرات میں نام لیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

”عن جابر بن عبد اللہ شہدت مع النبی ﷺ الاضحی بالمصلی فلما قضی خطبۃ نزل عن

مسورہ فاتی بکثرت فذبحہ رسول اللہ ﷺ بیدہ وقال بسم اللہ واللہ اکبر ہذا عی و عمن لم یضح من امتی۔

”حضرت چاہے... سے روایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ عید شعی کے دن میں جاتے تھے آپ ﷺ جب حلقہ سے درج ہوتے تو منبر سے تھے جس آپ ﷺ کی خدمت میں دوسرے حاضر کے گئے میں نے فرمایا آپ ﷺ نے اپنے است مبارک سے ”اللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر“ یہ میری طرف سے اور اس طرف سے جس میں امتی سے قرآن میں ہے۔“

فائدہ

یہ قربانی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کا ثواب بندوں کو پہنچانا مطلوب ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ بجائے اللہ تعالیٰ کے نام لینے کے بندوں کا نام لیا جائے تو حرج نہیں دیکھے حضور سرور عالم ﷺ نے قربانی کرتے وقت صاف کہہ دیا کہ یہ میری اور میری تمام امت کی طرف سے ہے چونکہ یہ بحث ”ما اهل للعب اللہ“ سے متعلق ہے اسے فقیر نے اپنی ”تفسیر امینی“ میں تفصیل سے لکھا ہے اس لئے انہی حین احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

عقلی دلیل

چونکہ ہر فرد چاہتا ہے کہ یہ مسئلہ حقیقت و مجاز کا ہے جس طرح کائنات کی ہر چیز کا مالک و متصرف حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اسی طرح ہر قسم کی گیر ہویں دیگر نذر، نیاز، حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ گیارہویں نیاز وغیرہ مجاز کے طور پر انسانوں سے منسوب کی جاسکتی ہے جیسے فلاں کی روٹی اور فلاں کا مکان وغیرہ وغیرہ۔

اگر حقیقت و مجاز کے اس مسئلہ پر اعتقاد یقین نہ رکھا جائے تو پھر دنیا کی کوئی چیز کسی دوسرے سے منسوب نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی حلال اور جائز رہ سکتی ہے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر ”تفسیر امینی“ کا مطالعہ کیجئے۔

سوال اگر واقعی گیر ہویں شریف ایصالِ ثواب ہے تو پھر تم اسے نذر و نیاز سے کیوں تعبیر کرتے ہو۔ حالانکہ نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی ہے تم اللہ سے خاص باتوں کو پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرتے ہو اسی لئے مشرک ہو۔

جواب یہاں بھی وہی حقیقت و مجاز والی بات ہے اس لئے کہ ہم نذر و نیاز مجاز اُدیہ و تحفہ پر استعنا کرتے ہیں اور یہ ہمارا ادب ہے کہ ہم انبیاء و اولیاء... کے ایصالِ ثواب کو نذر و نیاز وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ اس لئے کہ ہم انبیاء و اولیاء... کو زندہ مانتے ہیں اور یہ بحث اپنے مقام پر حق ہے اور شرعی امور میں سبکدوش

مسائل ایسے ہیں جن میں شرعی اصطلاحات کو مجازاً دوسرے معانی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے فقیر نے متعدد مثالیں اپنی تفسیر میں لکھی ہیں۔ یہاں صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے جس سے غیر مقلدین اور دیوبندیوں کا منہ تو بند ہو سکتا ہے لیکن ضدالبتہ نہیں جائے گی اس لئے کہ وہ علاج بیماری ہے۔

حضرت ملاں جیون صاحب الانوار استاذ سلطان عالمگیر اور نگریب ۔۔۔ فرماتے ہیں کہ

”ومن لهما علم ان البقره المصوره للاولياء كما هو الرسم في رمانا حلال طيب۔“ (تیسرے احمدیہ)

اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک وہ کاتب حسن نے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال و طیب ہے۔“

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد شاہ عبدالرحیم کا حال لکھتے ہیں کہ وہ قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم اللہ دیا کے مزار پر زیارت کو تشریف لے گئے جب آنے لگے تو حضرت مخدوم اللہ دیا نے مزار سے ارشاد فرمایا اے عبدالرحیم ذرا ٹھہرو۔ کچھ کھا کر جانا یہ سن کر والد صاحب ٹھہر گئے پھر ایک عورت اپنے سر پر چاول شیرینی لے کر آئی اور عرض کی کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا میں اُس وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کے دربار میں ٹھہرنے والوں کو پہنچا دوں گی۔ وہ اُسی وقت گیا اور میں نے یہ نذر پوری کر دی۔ اصل عبارت پڑھئے۔

انتباہ

اس حکایت سے ثابت ہوا کہ اسلاف نے بھی لفظ نذر کو نیاز، تحائف و ہدیہ بالخصوص انبیاء و اولیاء کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اگر یار لوگوں کو مشرک و بدعت کے فتویٰ بازی کا شوق ہے تو ذرا ایک فتویٰ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے لئے بھی شائع فرما کر مارا کر صحت ہے تو؟

سوال: ایصالِ ثواب کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن یہ جو تم معین کر کے گیارہویں یا عرس وغیرہ کرتے ہو یہ ناجائز ہے کہ کسی شرعی فعل کو معین کیا جائے۔

تعیین کا خطرہ

گیارہویں شریف معین کر کے کی جاتی ہے فلہذا ناجائز ہے یہ خطرہ مخالفین نے اپنے گھر میں بیٹھ کر گڑھ لیا ہے

ورنہ شریعت مطہرہ میں اس کے عدم جواز کی کوئی صورت نہیں اگر ہے تو چند شرائط سے مشروط جنہیں فقیر نے رسالہ "الحیل المتین" میں تفصیل سے ذکر کیا ہے یہاں فقیر چند دلائل دکھاتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ نیک کاموں میں مصدقہ تعین عین مراد ہے۔

آیت قرآنی ﴿

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ (پارہ ۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۵)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے آیتوں سے یاد دلاؤ۔

فائدہ ﴿

اُن دنوں کی عظمت کو بیان کرو جن میں قدرت کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہیں۔ خدا اور قدرت نے اُن دنوں کی نسبت اپنی طرف فرمائی جو اپنی خصوصیات اور عظمت کے اعتبار سے اہمیت رکھتے ہیں اور بقصدہ تعالیٰ غوث اعظمؒ محبوبی شان کے اعتبار سے آپؐ کی گیارہویں بھی انہی ایام کی ایک کڑی ہے کہ اس دن اوسع مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی یاد سے کتنا سرشار ہوتی ہے۔

احادیث مبارکہ ﴿

(۱) عن محمد بن نعمان عن راو فہر ابوہ او احمد ہما فی کل جمعة غفرلہ۔ (رواہ البیہقی)

ترجمہ: آپؐ اور انہی ایام میں سے کسی ایک دن میں ہر جمعہ کو غفرت ہے۔ (شرح الصدور للسیوطی)

فائدہ ﴿

زیارتہ تصور مسنون ہے اور ہر وقت ہو سکتی ہے لیکن حدیث شریف میں جمعہ کے دن سے متعین فرمایا اگر تعین ناجائز ہوتا تو اسے جمعہ کے دن سے متعین کیا جاتا۔

(۲) عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ من وسع على عياله في اليلة يوم عاشوراء اوسع الله

عليه سالر سنة قال سفياں اما تدجر بياہ فوجدا کذا اللک۔

ترجمہ: "ابن مسعود" سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو شخص شوروں کے گانچہ میں اپنے عیال پر عاشرہ کے دن شامی فرمائے گا اس پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے گا۔ کہتے ہیں کہ ہم نے اس فاتحہ پڑھا اور ایسا ہی پایا۔"

فائدہ

اہل و عیال کو خرچ دینا اور ان کی سہولت ہر وقت شریعت کی عین مراد ہے لیکن اسے یوم عاشورہ کے ساتھ متعین کرنا بتاتا ہے کہ مصلحت کے پیش نظر کار خیر میں تعین ہونا چاہیے۔

(۳) عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ - من قرء حم المدخان فی لیلة الجمعة غفریدہ۔

”حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ وہ یارسول اللہ نے کہ جس نے پڑھا حم المدخان جمعہ کی رات میں وہ بخشا گیا۔“

(۴) عن کعب عن رسول اللہ قال القروا سورة هو دیوم الجمعة۔ (روہ بحری)

”ابن کعب سے روایت ہے کہ یارسول اللہ نے سورۃ ہود جمعہ کی پڑھو۔“

فائدہ

قرآن پاک کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہیں لیکن اس کو جمعہ کے دن پڑھنے کی تعین کی گئی۔

(۵) عن ابی سعید عن النبی اخرج بن جریر بن محمد بن ابی ابراہیم قال کان رسول اللہ یاتی

قبور الشهداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم لنعم عقبی الدار۔ (مشکوٰۃ)

”حضور ﷺ اس سے شروع میں شہیدوں سے عزت پر تشریف لے جاتے اور فرماتے کہ تم میرے بعد سے تم میری جگہ پر آتے ہو یہی میری جگہ ہے۔“

فائدہ

جب زیارت قبور ہر وقت ہو سکتی ہے تو حضور

در اصل تعین ایام میں فوائد اور مصالح خیر و برکات ہیں۔

عرس کا ثبوت

ہماری مذکورہ بالا بحث سے عرس کی تعین کا ثبوت بھی ملا کیونکہ وہ بھی بزرگان دین کے ایصالِ ثواب کے لئے متعین تاریخ ہوتی ہے لیکن اس میں ایک راز اور بھی ہے وہ یہ کہ تاریخ مقرر شدہ پر احباب متعلقین کو جدید اطلاع نہیں دینی پڑے گی یہی وجہ ہے کہ ہم دینی، سیاسی جلسوں کے لئے ہزاروں جتن کرتے ہیں لیکن پھر بھی حقوق کا اتنا جھوم نہیں ہو سکتا جتنا اولیاء اللہ کے اعراس میں بن بلائے خلقِ خدا کا اظہار ہوتا ہے۔

خصوصی فیض

مفسرین و محدثین و فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ روح جس دن وساعت میں جسم سے جدا ہوئی اُس وقت رُوح عود کرتی ہے چنانچہ صاحب مجموع الروایات کا قول ہے

"اذا روان يتخذ الومة يجتهد باثراك يوم موته ويحتاط في الساعة التي نقل روحه فيها لان لارواح الاموات يا قوت في ايام الاعراس في كل عام في ذلك الموضع في تلك الساعة ويسقى ن يطعم الطعام ويشرب الشراب في تلك الساعة فانه بدالت يفرح روحه وان فيه تأثيراً بغير هذا نقل من خربة الجلالی وجمع الجوامع من جلال الدين سيوطی و سراج الهدية مولانا جلال الدين بخاری و حاشیه المظهری۔ (اهلک الوهابین)

یعنی "جب کوئی شخص ہوتا ہے تو اسے تو روایات مدت وقت نکات میں رکھے اور احتیاط کے ساتھ اس ساعت کا میں رہے۔ جس میں میت کی روح عامر کی طرح منتقل ہوتی ہے اس سے کہ موت کی روحیں۔ بال عروس میں اس مقام و ساعت خاص ہوتی ہیں جس میں ان کا انتقال ہوتا ہے جس مناسب جی ہے کہ کسی ساعت میں کھانا وغیرہ دیا جائے کیونکہ اس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اور اس میں بڑی تاثیر ہے اس طرح منقول ہے خربة الجلال جمع الجوامع مصلحه علامہ جلال الدين سيوطی و سراج الهدية مولانا جلال الدين بخاری میں۔"

استاد گھرانہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہر سال اپنے والد کا عرس کیا کرتے تھے۔ ان پر مولوی عبدالحکیم صاحب دہلی نے اعتراض کیا کہ تم نے کافر کو عرس بھی لیا ہے اور سال بہ سال کرتے ہو۔ اس کا جواب شاہ صاحب نے جو فرمایا وہ "زبدۃ الصالح" صفحہ ۳۲ میں مرقوم ہے فرماتے ہیں

"کہ میں طعن مبنی است ہر جہل مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعہ مقررہ ہینکس فرض نمی داند۔ آرمے زیارت قبور و تبرک و قبور صالحین و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعین روز برائے آست کہ آن روز ذکر انتقال ایشان باشد۔"

یعنی "اس طعن کا سبب جس شخص کی جاتی ہے اس کی حالتوں سے، وقف ہونے کی تکذ فی فرض شرعیہ کے

سوائے کوئی شخص فرض نہیں جاتا ایت زیارت قبور درصالحین کے مزارات سے راستہ حاصل کریں۔ مدت تین مرتبہ قرآن اور دعا کے بغیر شریعتی درحانا تقسیم کرنا امر مستحسن اور تحقیق ملو جاوے۔

فائدہ ﴿

شاہ صاحب کے کلام سے تعین ایام اور فاتحہ بخضر طعام و شیرینی کا امر مستحسن اور معمول علماء و صلحاء ہونا ثابت ہے اور جو امر کہ بااجماع امت یک تصور ہو وہ ایک ہے۔

فیصلہ نبوی ﴿

فرمایا ہے سرکارِ دو عالم نے کہ
 "لا تجتمع اُمتی علی الصلاة" یعنی میری امت ہر ایک امرائی پر نہیں ہوتی۔
 دوسری حدیث میں وارد ہے۔

"ما رآہ لعموم حسنة فهو عند الله حسنة"

یعنی جسے اہل ایمان اپنا تعین وہ بندہ کرے اس پر ایک مہم ہے۔

حضرت گنگوہی ﴿

حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی اپنے مکتوب صدد ہشتادہ دوم "مکتوبات قدسی" میں موصوفات اہل الدین کو لکھتے ہیں کہ "اعراض پیران برست پیران بہ سماع و صفائی جاری دارند" یعنی جو طریقہ کے میں نہ رہیں ان کی پست پست صفائی نہ ہوتی جاری نہیں۔ اس قسم کے اقوال بزرگان دین اور سلف و صالحین کے یہاں بکثرت پائے جاتے ہیں جن سے تعین ایام اور فاتحہ کی تائید ہوتی ہے۔

جملہ دیوبند کے پیر و مرشد نے فرمایا ﴿

دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی فیصد ہفت مسد میں تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ عرس خود اس حدیث سے ہے کہ "کنو متہ عروس" یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبول الہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون سی عروس ہوگی چونکہ ایصالِ ثواب بروح اموات مستحسن ہے۔ خصوصی جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئیں ان کا حق زیادہ ہے۔ حاجی صاحب آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں 'مشرّب فقیر اس امر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اپنے پیر و مرشدین روح کو ایصالِ ثواب دینا ہوتا ہے۔"

فائدہ

پرو مشد اور استاد تو عرس اور گیارہویں اور اُن کی تعین کے تو قائل و عامل ہوں لیکن مرید و شاگرد اُن پر حرام و بدعت کے فتوے صادر کریں اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

خاصہ یہ کہ گیارہویں دن مقرر کرنا نہ رکن ہے نہ شرط کہ اس کے بغیر یہ ختم شریف درست نہ ہو چونکہ ایک روایت کے مطابق آپ کا وصال ربیع الثانی کی ۱۱ (۱۱) تاریخ کو ہوا اس لئے اکثر لوگ ختم شریف کے واسطے اس تاریخ کو بطور روایت التزام کرتے ہیں نہ بطور وجوب کے، اور یہی وجہ ہے کہ یہ ختم شریف گیارہویں کے نام سے موسوم و مشہور ہو گیا ہے۔ کسی مسلمان کا ہم میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور غوث اعظم کا ختم شریف گیارہویں تاریخ سے قبل یا بعد جائز نہیں اور دلیل اس کی یہ ہے کہ ہر ماہ کی ابتدائی تاریخوں سے لیکر اخیر تاریخوں تک مختلف مساجد اور جگہوں میں آپ کا ختم شریف ہوتا رہتا ہے اور کہتے سب کو گیارہویں ہی ہیں ہاں ہمارے نزدیک گیارہویں فرض یا واجب نہیں کہ اس کے نہ کرنے سے بندہ پر کسی کی گرفت ہو البتہ چونکہ ایک بابت کمال ہے اس سے دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی۔

جواب ۲ تعین کو اپنی طرف سے حرام کہہ کر وہابیوں، دیوبندیوں نے شریعت پاک پر بہتان باندھا ہے کہ کسی نیکی کو صحیح کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ ہم عوام دیوبندیوں، وہابیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مولوی سے قرآن مجید کی صرف آیت پڑھوائیں جس میں حکم ہو کہ جائز طریقہ کی تعین حرام ہے حالانکہ آیات قرآنی کا کوئی جملہ اور احادیث مبارکہ کے تمام تر ذخیرہ سے ایک حدیث یا حدیث کا ایک جملہ بھی ایسا نہیں مل سکتا جس میں تعین یا مکرہ کو اشارہ کتنا یہ سے حرام اور بدعت وغیرہ کہا گیا ہو۔

اسی طرح تمام تراویح صحابہ کرام سے ایک قول بھی ایسا نہیں مل سکے گا جس میں تعین کی تردید کی گئی ہو۔

اگر ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ درست ہے اور مخالفین ہمارے اس دعویٰ کو قرآن کے دلائل سے توڑنے کی ہمت نہیں رکھتے تو پھر مجبوراً کہنا پڑے گا۔ **(لعلہ اللہ علی الکادبین)** (جہوں پر ہندست ہو۔)

حالانکہ شریعت کے اکثر امور تعینات کے بغیر ہوتے ہی نہیں اور خود اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول نے بہت سے امور متعین فرمائے۔ فقیر نے اس موضوع پر الجبل المسبب لکھی ہے۔ تفصیل اس میں پڑھئے۔

فی الحال چند ایک دلائل پیش کرتا ہوں تاکہ ناظرین یقین کر سکیں کہ شریعت مصطفویہ میں تعین برائے مصمت نیکی

کے امور میں جائز ہے۔

دلیل عقلی

نظام کائنات کا وہ کون سا کام ہے جس کے لئے کوئی دن معین نہیں۔ نوع انسانی کی تخلیق سے لے کر عالم آخرت تک کوئی بھی قضیہ تعین یوم سے خالی نہیں۔ بچے کی پیدائش کا دن معین ہے، شادی کا دن معین ہے، موت کا دن معین ہے، بہار اور خزاں کے دن معین ہیں، روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کے دن معین، غرض دینی و دنیوی امور معین ایام ہی میں انجام پذیر ہوتے ہیں اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ تعین یوم کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں ان کا اپنا کوئی کام بھی معین دن کے بغیر نہیں ہوتا۔ جلوس کے دن معین، کانفرنسوں کے دن معین، تبلیغی دوروں کے دن معین۔ اگر بظہر میق دیکھا جائے تو تعین یوم کا انکار کرنا قانونِ فطرت ہی کے خلاف ہے کیونکہ اگر تمام امور یوں ہی بے قائدگیوں اور بغیر تعین ایام کے شروع کر دیئے جائیں تو نظامِ حیات ہی درہم برہم ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ اتنا بدیہیہ ہے جس پر دلائل کی چنداں ضرورت نہیں۔

تعیینات

تعیینات گیارہویں شریف اور اعراس اور دیگر ایصالِ ثواب جیسے نیک امور کے لئے کئے جاتے ہیں۔ کفر، شرک، بدعت، حرام اور ناجائز کیوں ہو جاتے ہیں کیا کوئی شخص دین و دنیا کا کوئی کام بغیر دن اور وقت کے تعین کئے سرانجام دے سکتا ہے؟

پیدائش سے لے کر مرتے دم تک انسان ایام و اوقات کا پابند ہوتا ہے یا پابند کر دیا جاتا ہے۔ ہم یہاں مثالیں بیان نہیں کریں گے بلکہ ہر ذی شعور سے درخواست کریں گے کہ خدا را سوچئے اور خوب سوچئے کہ کیا دن اور وقت کا تعین کرنا فی الواقع موجب کفر و شرک ہے یا بھلکے ہوئے ذہنوں کو اختراع اور بھکے ہوئے دماغوں کی یادہ گوئی اور بیہودگی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

ہماری اس درخواست پر جو لوگ غور فرمائیں گے ان کی نوازش ہے اور جن کے ذہن اب بھی ان حضرات صاحبان کے فرامینِ تعصبِ آفرین میں الجھے ہوئے ہیں وہ غور فرمائیں کہ تعیناتِ ایام کے متعلق شریعتِ مقدسہ کا کیا حکم ہے۔

قرآن کریم

(۱) رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا

وَذَكِّرْهُمْ يَوْمَئِذٍ بِآيَاتِ اللَّهِ (پارہ ۱۳، سورۃ ابراہیم، آیت ۵)

یعنی اُن کے دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی طرف توجہ دلاؤ۔ جیسے غرق فرعون، من و سلویٰ کا نزول وغیرہ۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نصرت دے۔ اُن کی یادگار بنانے کا حکم ہے۔

احادیث سے ثبوت

(۲) ”مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم“ میں ہے ”سنن رسول اللہ عس صوم يوم الاثنين فقال فيه ولدت

ولم يولد علي“

یعنی حضور سے ۱۱ دن پہلے کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اسی دن میں پیدا ہوئے اور اسی دن ام

حجی کی ابتداء ہوئی۔“

فائدہ

حدیث سے ثابت ہوا کہ یادگار بنانا سنت، اس کے لئے دن مقرر کرنا سنت، حضور کی وادعت کی خوشی

میں عبادت کرنا سنت ہے۔ عبادت خواہ بدنی ہو جیسے کہ روزہ اور نوافل یا مالی جیسے کہ صدقہ و خیرات تقسیم شریعی وغیرہ۔

(۳) ”مشکوٰۃ ذیل فصل ۱۱۳“ میں ہے کہ جب حضور مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ

عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس دن حضرت موسیٰ نے فرمایا ”فصم احق

والی یوموسیٰ منکم“ ہم موسیٰ سے تم سے زیادہ قریب ہیں ”فصامہ وامر بصامہ“ انہو بھی اس دن روزہ

رکھا اور یہودیوں کو عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا چنانچہ اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا۔ اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب

باقی ہے۔

(۴) مشکوٰۃ کے اسی باب میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور سے عرض کیا کہ اس میں یہودی

سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا سال آئندہ اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے یعنی چھوڑ انہیں بلکہ زیادتی فرما کر

مشابہت اہل کتاب سے بچ گئے۔

(۵) یہ نمازیں گذشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم نے دنیا میں آکر رات دیکھی تو پریشان ہوئے۔ صبح

کے وقت دو رکعت شکرانہ ادا کیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند حضرت اسمعیلؑ کا نذیرہ دینا۔ نذیرہ لخت جگر کی جان بچی قربانی منظور ہوئی چار رکعت شکرانہ ادا کیں یہ نذیرہ ہوئی وغیرہ وغیرہ معلوم ہوا کہ نماز کی رکعت بھی دیگر انبیاء کی یادگار متعین یا دیگر دین ہیں۔

(۶) حج اہل تا آخر ہاجرہ و اسمعیلؑ کی یادگار ہے اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا، مگر صفادروہ کے درمیان چنا بھاگنا، منی میں شیطان کو کنگر مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے۔ محفل یادگار کے لئے اور پھر متعین اوقات میں۔

خلاصہ

بہر حال تعین نہ شرعاً حرام ہے نہ اس پر مخالفین کے پاس کوئی دلیل ہے۔ ہاں چند ایسے امور ہیں جنہیں ہم بھی ایسی تعین کو منع کرتے ہیں وہ چند امور مندرجہ ذیل ہیں۔

وہ دن یا جگہ کسی بت سے نسبت رکھتی ہو جیسے ہولی، دیوالی کو اس کی تعظیم کے لئے دیگ پکا کر یا مندر میں جا کر صدقہ کرنا اس لئے "مستحوقہ" ہے۔ "میں" ہے کہ کسی نے یوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی تو حضورؐ نے فرمایا کیا وہاں کوئی بت یا کفار کا میلہ تھا، عرض کیا نہیں، فرمایا اپنی نذر پوری کر۔

(۲) اس تعین میں کفار سے مشابہت ہو۔

(۳) اس تعین کو واجب جاننا۔

اسی لئے حدیث شریف میں صرف جمعہ کے روزے سے منع فرمایا گیا کیونکہ اس میں یہود سے مشابہت ہے اور ہم اہلسنت کے جمعہ محامدات میلاد شریف، رجبی شریف، اعراس مبارکہ، گیارہویں شریف، جعراتین، جہم، سوئم، برسی وغیرہ مذکورہ خرابیوں سے خالی ہیں فلہذا اجازت جس تفصیل کے لئے "الحیل المتیسر فی التعمین" دیکھئے۔

خاصہ یہ کہ گیارہویں شریف ایصالِ ثواب کا دوسرا نام ہے۔ اس میں خیرات و صدقات اور کلام الہی، مجلس و حفظ وغیرہ کا ثواب مستند و عوثا و عیانا و اما صدقاً محبوب احی میں ثواب عظمیٰ مدین شیخ عبد القادر اہلبیہ کی نذر کیا جاتا ہے جس میں شرعی لحاظ سے کسی قسم کی قباحت نہیں۔

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

فلما آخرہ مارقہ

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

بہاولپور، پاکستان

اضافہ جدیدہ

اگرچہ یہ اضافہ ضروری نہ تھا لیکن چونکہ عموماً مخالفین عوام اہلسنت کو خواہ مخواہ پریشان کرتے ہیں اور کتب کی ورق گردانی سے گھبراہٹ محسوس کی جاتی ہے اسی لئے بقدر ضرورت یہاں چند سوالات و جوابات کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

سوال گمراہوں بدعت ہے اس لئے کہ یہ حضور سے لے کر خیر القرون کے بعد تک بھی کسی نے نہیں کی؟

جواب مخالفین کا یہ سوال بہت پرانا اور ہرجائی ہے کہ ہر مسئلہ حق اہلسنت کو اس بدعت پر ڈھالینگے حالانکہ خود بدعت کا مفہوم فقہ کبھی ہوئے ہیں اس لئے انہیں حق بات باطل نظر آتی ہے۔ بدعت کی صحیح تعریف وہی ہے جو حضور سرور عالم

نے خود بتائی ہے وہ یہ کہ ”ما احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فہو رد۔“

یعنی ”وہ جو کام ہم نے نہیں کیا وہ اس سے ہے۔“

فائدہ

فی امرنا کے بعد ”مالیس منہ“ کی قید اسی لئے ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں بلکہ وہ بدعت ہے جو دین اسلام میں اصول کے خلاف ہو۔ چنانچہ مخالفین کے ایک مستند مجاہد نے یہی لکھا ہے۔

ترجمہ

”أرو“ مشکوٰۃ شریف ”میں ذاب قلب لہر صاحب نے یہی لکھا ہے کہ لفظ ”مالیس منہ“ میں اشارہ ہے اس کی طرف ”لنا“ اس چیز کا کہ مخالف کتاب اور سنت کے نہ ہو مری نہیں۔“

”یہ تہن“ میں لکھا ہے ”ما احدث و مخالف کتابا او سنة او اجماعا و اثر الفہو البدعة المضاللة و ما احدث من الخیر ولم یخالف من ذلك فہو البدعة المحمودۃ۔“

یعنی ”جو چیز کثی پیدا ہوئی اور مخالف دن کتاب اور سنت اور اجماع اور شریعت سے ہے وہ بدعت مضاللت ہے۔“
”جو چیز خیر پیدا ہوئی ہے اور کسی نے مخالف سے اس سے ہے وہ بدعت محمود ہے۔“

سوال بعض کہتے ہیں کہ بدعت ضلالت وہ ہے جو قرونِ ماضی سے نکلے اور جو قرونِ ماضی کے اندر نکلے وہ سنت ہے اور دلیل میں اس حدیث کو پیش کرتے ہیں؟

جواب یہ قول جمہور اہل سنت کے خلاف ہے جمہور کا قول وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ دوسرا جس حدیث سے یہ استدعاں کیا ہے اس حدیث میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ جو چیز ان زمانوں میں نکلے وہ سنت ہے اور جو بعد میں نکلے وہ بدعت ضلالت ہے اس حدیث کے صرف یہ معنی ہیں کہ بہتر فرقوں کا میرا قرن ہے اور پھر اس کے

نے بھی ”رواۃ“ کے اندر لکھا ہے کہ یہ حدیث قواعد اسلام سے ہے۔ قواعد اسلام وہی شے ہو سکتی ہے جو قیمت تک کام آسکے اسی لئے ہر دور میں اصول کو مد نظر رکھ کر مسائل مستعلیٰ کئے گئے۔

سوال ۱: صحیح حدیث میں ہے وارو ہے کہ ”کُلْ بِدَعَةٍ صَلَاحٍ فِي الْمَارِ“ یعنی کُلْ بدعتِ بدت ہے و کُلْ خُصَاتِ اور خ۔ تو بموجب اس فرمانِ نبوی کے کُلْ بدعت گرا ہی ہوئی کیونکہ اس میں حسنہ اور سیرہ کی قید نہیں۔

جواب ۱: اس حدیث شریف میں جو لفظ کُلْ ہے وہ استغراقی نہیں ہے بلکہ یہ کُلْ عام مخصوص بعض ہے کیونکہ جب آپ احداث کو مالیس منہ کے ساتھ مقید فرما چکے ہیں تو اب جس قدر حدیثیں بدعت کی منع میں ہوں گی وہ سب احداث مخالف شریعت کی طرف راجع ہوگی نہ احداث موافق شریعت کی طرف۔

جواب ۲: اصول کا مسئلہ ہے کہ جب کوئی حکم کسی امر مقید پر ہوتا ہے تو وہ حکم قیدی طرف راجع ہوگا۔ پس اس حدیث دوسری میں کہ جو ہم نے اوپر بیان کی ہے **فہو ردہ** کے حکم میں ہے یہ اصل احداث پر راجع نہیں ہوگا بلکہ اس کی قید پر جو **”مالیس منہ“** ہے راجع ہوگا۔

پس دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ معنی پیدا ہوں گے کہ بدعت جو مخالف سبب و سنت سے وہ گمراہی ہے۔

سوال ۲: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا **أَمَّا حُرْمَتُ عَلَیْكُمْ الْمَيْتَةِ وَالْمَیْمَةِ وَالنَّمِ وَاللَّحْمَ الْيَحْرِبُ وَمَا أَهْلُ بِهِ لِيُغَيِّرَ إِلَهِ** یعنی اس سے تم پر حرام ہے میت، مایمہ، نم، لحم اور کافراؤں کا گوشت اور جو یہ خدا کا نام سے کہتا ہے یہاں **یغیّر** (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۳) چونکہ گمراہ ہویں پر غیر اللہ یعنی غوث الاعظم کا نام سجا جاتا ہے لہذا حرام ہے۔

جواب ۱: یہ قاعدہ عام رکھا جائے کہ جس پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہے تو پھر دنیا میں کوئی ایسی شے نہیں جس پر غیر اللہ کا نام نہ آتا ہو کوئی مکان کو دیکھ کر پوچھے یہ کس کا ہے؟ تو جواب ملے گا فلاں صاحب کا، یہ زمین کس کی ہے؟ فلاں صاحب کی۔ یہاں تک کہ صاحبِ باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہیں لیکن ان پر بھی جب تک غیر اللہ کا نام نہیں آتا پہچانی نہیں جاتیں مثلاً بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خان، مسجد الصادق وغیرہ معلوم ہوا کہ یہاں پکارے جانے کا مطلب کچھ اور ہے۔

جواب ۲: یہ آیت قرآن مجید میں چار مقام پر آئی ہے۔

(۱) **حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالْمَیْمَةُ وَالنَّمِ وَاللَّحْمَ الْيَحْرِبُ وَمَا أَهْلُ بِهِ لِيُغَيِّرَ إِلَهِ** (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۳)

ترجمہ: تم پر حرام ہے میت، مایمہ، لحم اور کافراؤں کا گوشت اور جس کے نام سے یہ خدا کا نام پکارا گیا۔

(۲) فَإِنَّ رِجْسَ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ (پارہ ۸، سورۃ الاحقاف، آیت ۲۵)

ترجمہ: کہ وہ ریاست سے یہودی بھی لاپرواہی سے اس میں خیر خدا کا نام پکار گیا۔

(۳) إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزُورِ وَمَا أَهْلُ بَيْتِ النَّبِيِّ (پارہ ۴، سورۃ البقرہ، آیت ۳۷)

ترجمہ: اس نے کسی تم پر حرام کئے میں مردار، خون، دوسرے گوشت اور وہ جو جو خیر خدا کا نام لے کر کھا گیا۔

(۴) إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزُورِ وَمَا أَهْلُ بَيْتِ النَّبِيِّ (پارہ ۴، سورۃ النحل، آیت ۱۵)

ترجمہ: تم پر تو یہی حرام کیا ہے مردار، خون، دوسرے گوشت اور وہ جس سے کھاتے وقت خیر خدا کا نام پکار گیا۔

منشور اہلسنت

اہلسنت کا قدیم سے طریقہ چلا آرہا ہے کہ وہ قرآن کا مطلب از خود نہیں گھڑتے بلکہ وہ اسلاف صالحین کی ترجمانی کرتے ہیں چنانچہ آیات مندرجہ بالا کا مطلب بھی مفسرین سے پوچھا ہے وہ لکھتے ہیں۔

(۱) قوله وما اهل به لغیر الله ائے ما ذکر علیہ غیر اسم الله وهو ما کان بدیع لاجل الاصنام۔

”ما اهل به لغیر الله یعنی وہ جس پر غیر نام خدا کا یا یا یا پکارا جاتا ہے جو بتوں سے ان کی پوجا ہوتی ہے۔“

فائدہ

یہ وہ معنی ہے امام مرقب نے لکھا جن کی تفسیر دانی قاسمی نے اپنی پروفیت رکھتی ہے۔

”وما اهل به لغیر الله ای ذبح علی اسم غیرہ والاھلال رفع الصوت وکانوا اهل فہو نہ عند الذبح لا لہم۔“

”ما اهل به لغیر الله یعنی جو غیر نام خدا پر ذبح کیا گیا اور اھلال نہ ہوئی اور منہ نہیں پڑا۔“

معبودوں کے لئے ذبح کر کے بتوں کو بختا کرتے تھے۔

فائدہ

یہ ترجمان ”جدیس“ کا ہے جسے ہم اور مخالفین پڑھ پڑھا کر علماء بختے بختے ہیں۔

”وما اهل به لغیر الله ای ذبح للاصنام ف ذکر علیہ غیر اسم الله واصل الاھل رفع الصوت ای

رفع بہ الصوت للصتم و ذالك قول اهل الجاہلیۃ باسم الات والعری۔“

(تفسیر مدارک تحت آیت ۲)

”وما اهل به لغیر الله یعنی جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا اور غیر نام خدا کا یا یا یا پکارا گیا اور اصل میں اھلال

آواز بلند کرنا ہے یعنی اُس کے ساتھ بت کے لئے آواز بلند کی گئی اور یہ اصل جاہلیت کا بنام لات وعزنی مشرکین بتوں کے نام ہیں ان کے لئے جو جانور قربانی کرتے تھے اس کو بنام لات وعزنی کہہ کر ذبح کرتے تھے۔“

فائدہ

اس طرح ہر منفر لکھتا ہے مدارک میں ہے ”وما اهل به لغیر اللہ یعنی وما ذبح الاصنام والطواغیت واصل الاهلال رفع الصوت وذلك انهم كانوا يرفعون اصواتهم بذكر الهتهم اذ ذبح الهاء۔“
 ”وما اهل به لغیر اللہ یعنی جو بتوں اور باطل معبودوں کے لئے ذبح کیا گیا۔ اہلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے اور یہ بات مشرکین اپنے معبودوں کے ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے تھے جس وقت کہ ان کے لئے ذبح کرتے تھے۔“

اور ”تفسیر ابواسود“ میں ہے:

”وما اهل به لغیر اللہ ای رفع به الصوت عند ذبحه للصنم۔“

(تفسیر ابوسود، صفحہ ۱۲۱، جلد ۳)

”وما اهل به لغیر اللہ یعنی وہ چیز جس کو بت کے لئے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔“

اور ”تفسیر کبیر“ میں ہے

”فمعنی قوله وما اهل به لغیر اللہ یعنی ما ذبح لاصنام وهو قول مجاهد والضحاك وقناة وقال ربیع ابن انس وابن زید یعنی ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ وهذا القول اولی لانه اشد مطابقة للفظ۔“

(تفسیر کبیر، صفحہ ۱۴۰، جلد ۲)

”ما اهل به لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔ یہ قول مجاہد وضحاك وقناة کا ہے، ربیع ابن انس اور ابن زید نے کہا یعنی وہ جس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا ہو اور یہ قول اولی ہے کیونکہ اس میں مطابقت لفظی زیادہ ہے۔“

ان تمام تفاسیر معتبرہ سے ثابت ہوا کہ وقت ذبح جس جانور پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے جیسا کہ مشرکین عرب بتوں کی قربانی کے جانوروں کو ان کے ناموں پر ذبح کرتے تھے تو جس جانور پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اگرچہ عمر بھر اس کو غیر خدا کے نام سے پکارا ہو مثلاً یہ کہا ہو زیہ کی گائے، قربانی کا دنبہ، حقیقہ کا کبیرا، ولیمہ کی بھیڑ مگر ذبح **بسم اللہ اللہ اکبر** سے کیا گیا ہو۔ اللہ کے سوا کسی اور کا نام نہ لیا ہو تو وہ حلال و طیب ہے **ما اهل به**

لغیر اللہ میں داخل نہیں۔

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۝

اور اُسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا اور وہ بے شک حکمِ عدویٰ ہے۔ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۲۱)

تو جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور وہ نامِ خدا پر ذبح کیا گیا ہو اس کو کون حرام کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۱۸)

اس کے بعد کی آیت میں ارشاد فرمایا

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ

”اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔“ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۱۹)

اس کی تفسیر میں ملا جوئے رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وما اهل به لغیر اللہ معناه ما ذبح ابا سم غیر اللہ مثل لات وعزى واسماء الانبياء وغير ذلك فان الردبه اسم غیر اللہ او ذکر معه اسم اللہ عطفاً بان يقول باسم اللہ ومحمد رسول اللہ بالجبر حرم الذبیحة وان ذکر معه موصولاً لا معطوفاً بان يقول باسم اللہ ومحمد رسول اللہ کرہ ولا يحرم وان ذکر مفضولاً بان يقول قبل التسمية وقبل ان يضجع الذبیحة او بعده لا باس به هكذا فی الهدایة ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم فی زماننا حلال طیب لانه لم يذكر اسم غیر اللہ علیها وقت ذبح وان كانوا ايندرونها لهم۔ (تفسیر است احمدیہ، صفحہ ۳۰)

”ما اهل به لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً لات وعزى وغیرہ بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یا انبیاء علیہم السلام کے نام پر ذبح کیا گیا ہو تو اگر تم غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عطف کر کے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طرح باسم اللہ ومحمد رسول اللہ کہا لفظ محمد کے جزیئی زیر کے ساتھ عطف کر کے تو ذبح حرام ہے اور اگر نامِ خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا نام بغیر عطف کے ذکر کیا مثلاً یہ کہا باسم اللہ ومحمد رسول اللہ تو مکروہ ہے حرام نہیں اور اگر غیر خدا کا نام جدا ذکر کیا اس طرح کہ باسم اللہ کہنے سے پہلے اور جانور کو لانے سے قبل یا اس کے بغیر غیر کا نام لیا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ ایسا ہی ہدایہ میں ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کے تذکر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے اس لئے کہ اس پر وقت ذبح غیر

خدا کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ اُن کے لئے نذر کرتے ہوں۔“

ان عبارات سے روز روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ **ما اهل به لغير الله** سے اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وقت ذبح غیر خدا کا نام پکارا گیا ورت پہلے اور بعد کو ہزار بار ہم کسی کا بھی نام لیں وہ شے حرام نہ ہوگی۔

وضاحتی نوٹ

مسلمان ہندو پڑوسی ہوں دونوں بکرے خریدیں مسلمان بکرے پر اللہ کا نام لیتا رہا ہندو بت کا لیکن ذبح کے وقت ہندو کے قصاب نے **بسم الله الله اكبر** کہہ کر ذبح کیا مسلمان کے قصاب نے ہندو کا سمجھ کر بت کا نام لیا مثلاً **”بسم اللہ العزیز“** ایمان سے بولے اُن میں سے حلال طیب کون سا بکرا ہو گا وہی ناجس پر **بسم الله** پڑھی گئی حالانکہ اس پر پہلے بت کا نام لیا گیا دوسرا حرام ہے اس لئے کہ ذبح کے وقت بت کا نام آیا اگرچہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔ ہم نے گیارہویں کا بکرا یا شیرینی پر غوث اعظم **رحمۃ اللہ علیہ** کا نام لیا بقول مخالفین ناجائز سہی لیکن بکرے کو ذبح کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اور شیرینی پر قرآن پڑھا تو بقانون مذکور حرام کیوں؟ یہ صرف ضد نہیں تو اور کیا ہے؟

تمت الرسالة طہذہ فی سنة احدى عشر بعد اربعة مائة بعد الالف من ہجرة صاحب الکرامۃ
والشرف **رحمۃ اللہ علیہ** فی خمس جمادی الاولیٰ

الحمد لله على ذلك وصلى الله على حبيبہ الكريم وعلى آله واصحابہ اجمعين

الفقیہ القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی **رحمۃ اللہ علیہ**

اسمائے گرامی

حضرت غوث اعظم

یاسید محی الدین امیر اللہ ط

یاسید محی الدین فضل اللہ ط

یا ولیاً محی الدین امان اللہ ط

یا مولنا محی الدین نور اللہ ط

یا غوث محی الدین قطب اللہ ط

یا سلطان محی الدین سیف اللہ ط

یا خواجہ محی الدین فرمان اللہ ط

یا مخدوم محی الدین برهان اللہ ط

یا درویش محی الدین امان اللہ ط

یا مسکین محی الدین قدس اللہ ط

یا فقیر محی الدین شہادت اللہ ط

قدس اللہ سرہ العزیز ط

اسمائے گرامی پڑھنے سے پہلے گیارہ بار درود شریف اور بعد پڑھنے کے گیارہ بار درود شریف پڑھیں

انشاء اللہ تعالیٰ ہر مشکل آسان ہوگی